وحدتِ ملّی کی اساس ۔ قرآن مجید

از قلم : حافظ احمد یار

جناب پروفیسر حافظ احمد یار صاحب نے یہ مقالہ مرکزی انجمن خدام القرآن کی دس سالہ تقریبات کے ضمن میں "اصلاحِ معاشرہ اور قرآن حکیم" کے موضوع پر ۱۲، نومبر ۱۹۸۲ء کو جناح ہال لاہور میں پیش کیا ——— !!

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسْتَعِیْذاً : "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا"

محترم حاضرین !

انسانی غور و فکر کے نتیجے میں اب یہ بات ایک سائنسی نظریہ کی صورت میں سامنے آچکی ہے کہ عالمِ موجودات اور اس نظامِ کائنات میں ہر چھوٹی بڑی شے کا وجود اس کے مرکز سے وابستہ ہے ۔ ذرّہ (ATOM) کا وجود ایک مرکز (NUCLEAR) سے وابستہ ہے ۔ زمین اور اس پر رہنے والی مخلوقات کی زندگی مرکزی کششِ ثقل کے سہارے قائم ہے ۔ نظامِ شمسی ایک مرکز کی بناء پر استوار ہے اور اسی طرح بات آگے کہکشاں تک پہنچتی ہے ۔

ذرّہ سے لے کر نظامہائے کہکشاں (GALACTIC SYSTEM) تک ہر جگہ اپنے اپنے مرکز کے گرد طواف کا ایک منظر پایا جاتا ہے ۔ مرکز کے ٹوٹ جانے یا مرکز سے بے تعلق ہو جانے کے نتیجے میں تباہی اور بربادی ظہور میں آتی ہے ؎

چیست وحدت ؟ جزو وجودِ مرکزے ۔۔۔ زندہ ہر شے در حدودِ مرکزے !!
ذاتِ شے بر ذرّہ ہا شد منقسم ۔۔۔ ذرّہ ہا را مرکزے دارد بہم
ذرّہ ذرّہ سوئے مرکز می رود ۔۔۔ الیکٹرانِ آیون[1] نزدیک مرکز می دود
ثابت و سیارگان را مرکز است ۔۔۔ قطب را و کہکشاں را مرکزے است

---

[1] مراد ہے آئیونک تھیوری (IONIC THEORY)

ہر یکے بینی بعشقے در طواف !! / گے کند از مرکزِ خود انحراف
ہر نظامے راست مرکز در جہاں / مرکزے دارد ہم این کون و مکاں
گر کسے از مرکزش رو تافتے / نام خود ہم گم ز ہستی یافتے
ہر کہ دور از محورش مائل شود !! / چوں شہابے ہستی اش زائل شود

(مثنوی صمدائی)

جس طرح عالم حسّی و طبیعی میں اشیاء کا وجود مختلف درجات میں کسی نہ کسی مرکز سے مربوط ہے۔ اسی طرح اشخاص و اقوام کا معنوی وجود بھی ہمیشہ کسی مرکز سے وابستہ ہوتا ہے یہ معنوی مرکز ہی اس کی بقاء اور اس کی تعمیر و ارتقاء کے لئے ایک مضبوط اساس مہیا کرتا ہے۔ اقوام و ملل میں اسی مرکز سے وابستگی کے باعث ایک احساسِ یک جہتی پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی احساسِ یک جہتی یا اخوت و اتحاد ایک ملت یا قوم کو دوسری ملتوں اور قوموں سے ممتاز کرتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے تمام انسان دو ملتوں میں منقسم ہیں۔ یعنی اسلام کا نظریۂ ملت دَرحقیقت دو قومی نظریہ ہے۔ ایک طرف ملت اسلامیہ اور دوسری طرف الکفر ملۃ واحدہ ـــــ عجیب بات ہے کہ آج مسلمانانِ عالم ـــــ یا کم از کم ان کی خود ساختہ قیادتیں ـــــ وقت کے شدید ترین انتباہات کے باوجود، اپنے آپ کو ایک اور صرف ایک ملت سمجھنے سے قاصر ہیں یا کم از کم وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں نظر آتے۔ دوسری طرف وہ "ملتِ کفر" کو ـــــ ملتِ اسلامیہ کے مقابل ـــــ عداوتِ مسلم پر متحد و متفق ایک ہی ملت سمجھنے کی بجائے کسی نہ کسی ملتِ کافرہ سے "امیدِ غم گساری" رکھتے ہیں۔ کوئی ماسکو کے سہارے زندگی کی تلاش میں ہے اور کوئی واشنگٹن کی مہربانی کو اپنے لئے درازی عمر کا بہانہ خیال کئے ہوئے ہے۔ کوئی ایک سُپر پاور کے دروازے پر حاضر ہے تو کوئی دوسری سُپر پاور کی دہلیز پر ـــــ! اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ مسلمان تو اپنی وحدت اور کفر کی وحدت کے تصور سے ناآشنا نظر آتا ہے۔ مگر غیر مسلم یا "ملتہائے کفر" تمام مسلمانوں کو ایک ہی ملت سمجھ کر اسے معدوم کرنے یا محکوم بنانے کی مساعی میں ایک متفقہ پروگرام پر عمل پیرا نظر آتی ہیں۔

ہنود و یہود اور روس و امریکہ سب عداوت مسلم پر متحد ہیں ـــــ لبنان

ہو یا افغانستان، صومالیہ ہو یا ہندوستان، اریٹریا ہو یا فلپائن ہر جگہ خونِ مسلم کی ارزانی دیکھئے!
اور یہی نہیں کہ صرف غیر ہی ان کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ مسلمان خود بھی وحدتِ ملّت کے
تصور کو پسِ پشت پھینک کر اپنے اپنے سیاسی قبلہ سے وفاداری کی خاطر آپس میں ایک دوسرے
کی گردنیں کاٹ رہے ہیں ـــــ ایران، عراق اور صحراء میں کون کس کو مار رہا ہے؟ اور کس
کے لئے؟ آج کتنے لاکھ بے خانماں جلا وطن مسلمان دنیا کے مختلف ملکوں میں دھکے کھاتے
پھرتے ہیں ـــــ یا مہاجر کیمپوں میں اپنے بڑوں کی غلطیوں کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

ـــــ آج اگر ملّت اسلامیہ کی سیاسی وحدت وطن، نسل، رنگ، زبان وغیرہ کے مراکز میں بٹ کر رہ گئی ہے ـــــ تو ان کی دینی وحدت بھی چند مخصوص کلامی اختلافات اور فقہی مذاہب کو ہی اساس وحدت سمجھ لینے کی بنا پر فرقوں اور مسالک میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اور سب آپس میں دست و گریباں ہیں ـــــ سیاسی معاملات ہوں یا دینی توجیہات ہر جگہ اختلافات "رحماءُ بینھم" سے گزر کر "بغیاً بینھم" کے نشانِ خطرہ (DANGER POINT) سے متجاوز ہوتے نظر آتے ہیں۔

ـــــ مسلمان غالباً اپنی تاریخ کے کسی دور میں بھی وحدتِ ملّت کے تصور سے اتنا منحرف اور اس کا اتنا محتاج کبھی بھی نہیں ہوا جتنا آج ہے۔

ملّی وحدت کے لئے اور اتحاد کے لئے ایک مضبوط اساس یا ایک ایسے قوی مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں نہ صرف تمام اجزائے ملّت کو مرکزِ ملّت کی طرف کھینچنے کی زبردست قوت موجود ہو۔ بلکہ جو منتشر اور متفرق کرنے والی تمام قوتوں پر غالب بھی آسکے۔

آج یہ بات کرنا تو کوئی انکشاف نہیں کہ ملّتِ اسلامیہ کی اساس وطن، نسل و رنگ، زبان یا کسی اور مشترکہ وقتی مفاد پر نہیں ہے۔ ملّتِ اسلامیہ کی اساس دینِ اسلام ہے ؎

؎ قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری (اقبالؔ)

مگر خود دینِ اسلام کی صحیح پہچان اور شناخت اس کے اپنے مرکز کے حوالے سے ہی ہو سکتی ہے
اس لئے کہ بقول مولانائے رومؒ ؎

دیں بگیرد بدعتی بدعت شود ‌ ‌ کفر گیرد کاملے ملّت شود

ـــــ ملّت کی اساس دین اور دین کی اساس کتاب وسنّت ہے۔ کتاب وسنّت میں ہی ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک امّت کا تصوّر موجود اور شامل ہے۔ بلکہ یہی ایمان کا مقصود ہے۔

پھر کتاب وسنّت میں بھی سنّت کی حیثیت کتاب کے اوّلین اور معتبر ترین شارح کی ہے جس کے بغیر فہم قرآن کی کوئی کوشش گمراہی سے اور جس کے بغیر ذاتِ رسولؐ سے عشق ووفاداری کا کوئی ادّعا امکانِ کذب سے محفوظ نہیں ہے۔

ـــــ ان معنوں میں دین کی اصل اساس قرآن کریم ہے ـــ اور اسی کو وحدتِ ملّتِ اسلامیہ کی صحیح ترین اور مضبوط ترین اساس قرار دیا جاسکتا ہے۔

وحدتِ ملّی کے ساتھ قرآنِ مجید کے اس اساسی اور بنیادی تعلق کی مزید وضاحت خود قرآن کریم کی بعض آیات سے ہوتی ہے۔

(۱) آیہ کریمہ: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور باہم نااتفاقی میں نہ پڑو) میں "حبل اللہ" کی تفسیر مفسّرین نے قرآن، اسلام، عہد اللہ، جماعت، اطاعت اور توحید سے کی ہے۔ تاہم اکثر نے اس سے کتاب اللہ یا قرآن کریم ہی مراد لیا ہے۔

(i) ابن جریر نے کتاب اللہ کے معنوں کی تائید میں پانچ مختلف طرق اور اسناد سے روایت بیان کی ہے۔

(ii) حافظ ابن کثیر نے حضرت ابوسعید خدریؓ کے حوالے سے "حبل اللہ" سے مراد "قرآن مجید" لیا ہے۔ هو حبل الله الممدود من السماء الى الارض ـــــ كالحبل الذى يتمسك به خشية السقوط

ـــــ احمد محمد شاکر نے ابن کثیر کی تلخیص میں اس روایت کو سنداً ضعیف مگر معناً صحیح اور ثابت قرار دیا ہے اور شواہد کے طور پر کچھ اور روایات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ازانجملہ مسلم (کتاب فضائل صحابہ) کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے ------ انى تارك فيكم ثقلين احدهما كتاب الله وهو حبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على ضلالة

شیعہ مفسّر طبرسی نے چار مختلف روایات کے ذریعے "حبل اللہ" سے قرآن کریم مراد لئے جانے کا ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اپنے مسلک کی بناء پر اس نے "اہل بیت" کو بھی اس میں شمار کر ڈالا ہے۔

—— تفسیر "المنار" میں "حبل اللہ" کی تفسیر قرآن مجید سے کرنے کو قول مختار قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے بھی کہ باقی سب معانی خود بخود اس میں شامل ہیں۔ صاحب المنار مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ——

"فہو (یعنی اللہ) اوجب علینا ان نجعل اجتماعنا وحدتنا بکتابہ۔ علیہ نجتمع وبہ نتحد۔ لا بجنسیات نتبعھا ولا بمذاھب نبتدعھا ولا بمواصفات نصنعھا ولا بسیاسات نخترعھا۔ ثم نھانا (اللہ) من التفرق والانفصام بعد ھذا الایضاح والاعتصام لما فی التفرق من زوال الوحدۃ" ——

یہ بھی قابل غور ہے کہ یہ آیت اسلام کے نظریہ وحدت ملت کے ایجابی اور سلبی دونوں پہلوؤں کو شامل ہے۔ واعتصموا —— اور —— لا تفرقوا ——

(۲) اتحاد و وحدت ملت کے لئے تالیف بین القلوب نہایت ضروری ہے۔ سورہ آل عمران اور سورہ الانفال میں اللہ تعالٰے کے اعداء کے دلوں کو باہم جوڑنے کے اس عمل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے

(i) اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا

(ii) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ

سورہ آل عمران ہی کی اس آیت سے پہلے ایک آیت میں اعتصام باللہ (اللہ کو مضبوط پکڑنا) کو حصول ہدایت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے —— وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ —— اور آگے اسی اعتصام باللہ کا ہی حکم واعتصموا بحبل اللہ کے الفاظ میں دیا ہے۔

—— پوری ملت میں تالیف بین القلوب یا دل جوڑنے کا یہ کام آج بھی کتاب اللہ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

فرقہ وارانہ باتوں سے کسی ایک فرقے میں شاید تالیف بین القلوب کا کام لیا جا سکے۔ اور وہ بھی منفی انداز میں۔ مثبت اور تعمیری انداز میں ملت گیر سطح پر تالیف بین القلوب اللہ کے نام پر اور اسلام کے نام پر ہی ممکن ہے اور ان کا مظہر اصلی قرآن کریم ہی ہے اور قرآن کریم ہی "سبیل اقوم" کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

۴ قرآن کریم کے بارے میں قرآن کریم میں ہی وعدۂ حفاظت الٰہی مذکور ہے۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ

لٰہذا کہا جا سکتا ہے کہ اساسِ قرانی پر مبنی وحدت ہی محفوظ اور پائیدار وحدت ہوگی۔ اس لئے کہ اس اتحاد یا وحدت کی بنیاد کسی وقتی مصلحت یا کسی منفی مفاد پر نہیں ہوگی۔

ہم جانتے ہیں کہ لوگوں نے قرآن مجید کو بھی اپنی اغراض و ہوائے نفس کے تحت تحریف معنوی کا نشانہ بنایا ہے۔ خدا و جبریل و مصطفیٰ کو دم بخود کر دینے والی تاویلات بھی کی گئی ہیں۔ خود بدلنے کی بجائے قرآن کو بدل دینے والے فقیہانِ حرم بھی موجود ہیں ؎

اے بسا عالم ز قرآں حرف جواست دین حق ہفتاد و دو فرقہ ازوست

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کے نہ صرف الفاظ و حروف میں کوئی ادنیٰ تغیر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جس طرح سمجھا اور نافذ کیا اور جس طرح اس پر خود عمل کیا اور دوسروں سے عمل کرایا۔ اس کی تمام تر تفصیلات کا ریکارڈ بھی موجود ہے جو اتباع شہوات پر مبنی تمام آراٗ و تاویلات کے لئے پڑتال اور احتساب کا کام دیتا ہے۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی لفظاً اور معناً حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ اس لئے قرآن ہی وحدت ملت کی سب سے محفوظ اور محکم ترین اساس ہے ـــــــ قرآن کو چھوڑ کر کسی اور شے پر ملت استوار کرنے کی کوششوں کا انجام "فَاَنْهَارَبِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ" ہی ہو سکتا ہے۔